مکرم ڈاکٹر شکیل احمد شاہد صاحب پی ایچ ڈی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام

كَلْبٌ يَمُوْتُ عَلٰى كَلْبٍ

اور اس کے پورا ہونے کا عبرت ناک منظر

خداتعالیٰ اپنے مرسلین سے کئے گئے وعدہ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ[1] یعنی اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور مَیں اور میرے رسول غالب آئیں گے کو ہمیشہ پورا کرتا آیا ہے۔ وقت کے فرعونوں کو زبردست دنیاوی طاقتوں کے حامل ہونے کے باوجود اپنے مرسلین کے مقابل آنے پر، ذلت آمیز ہلاکت سے دوچار کرتا ہے اور انہیں آنے والی نسلوں کے لئے نمونہ حسرت و عبرت بنا دیتا ہے۔ ہمارے پیارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰؐ کی نصرت کے لئے تو گویا خداتعالیٰ خود زمین پر اُتر آیا۔ دشمنانِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل و خوار کرتے ہوئے صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ اسی طرح آپؐ کے روحانی فرزند جلیل اور عاشق صادق حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ مسیح موعود و مہدی معہود کے مخالفین کو بھی گزشتہ انبیاء کے مکذبین کی طرح فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا یعنی پس یہ ان کے گھر ہیں جو اُس ظلم کے سبب ویران پڑے ہیں جو انہوں نے کیا،[2] کا عبرت انگیز نمونہ بنا دیا۔

قارئین کرام! خداتعالیٰ کے مرسلین اس کی ہستی کا بڑا ثبوت ہوتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ سے امورِ غیبیہ پر اطلاع پاکر مستقبل سے تعلق رکھنے والی ایسی پیشگوئیاں کرتے ہیں جو اپنے وقت پر پوری ہو کر بہتوں کی ہدایت اور مومنین کے ثبات قدم کا باعث بنتی ہیں۔ انہی میں سے ایک عظیم الشان وہ پیشگوئی ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان الفاظ میں شائع فرمایا:

”ایک شخص کی مَوت کی نسبت خدائے تعالیٰ نے اعداد تہجی میں مجھے خبر دی جس کا ماحصل یہ ہے کہ كَلْبٌ يَمُوْتُ عَلٰى كَلْبٍ یعنی وہ کتّا ہے اور کتّے کے عدد پر مرے گا جو 52 سال پر دلالت کر رہے ہیں۔ یعنی اس کی عمر 52 سال سے تجاوز نہیں کرے گی۔ جب 52 سال کے اندر قدم دھرے گا تب اسی سال کے اندر اندر راہی ملک بقا ہو گا“۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 190)

یہ پیشگوئی حرف بحرف مؤرخہ 4/اپریل 1979ء کو تب پوری ہوئی جب پاکستان کے سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کو انہی مولویوں نے پھانسی گھاٹ تک پہنچا دیا جن کی خوشنودی کے لئے اس نے جماعت احمدیہ مسلمہ کو پاکستان کی منتخب پارلیمان کے ذریعہ 7 ستمبر 1974ء کو غیر مسلم قرار دلوا دیا۔ اِس پیشگوئی کے الفاظ کو واقعات کی روشنی میں دیکھا جائے تو انسان ورطہ حیرت میں ڈوب جاتا۔

1- المجادلہ:22

2- النمل:53

بھٹو کی پیدائش 5 جنوری 1928ء کی ہے اور جس دن اسے پھانسی دی گئی، اس کی عمر 51سال 2 ماہ اور تیس دن تھی۔یعنی حضور علیہ السلام کے الفاظ کے عین مطابق جب اس نے اپنی زندگی کے 51 سال پورے کر لئے اور 52ویں سال میں قدم رکھا تو راہی ملک بقا ہو گیا۔اب ایک اور زاویہ سے دیکھیں اور Gestational Age یعنی رحم مادر میں پرورش کے 9 ماہ بھی ملا لئے جائیں تو پھانسی کے وقت موصوف کی عمر 51 سال 11 ماہ اور 30 دن بنتی ہے[3]۔اور پیشگوئی کے الفاظ کہ اس کی عمر 52 سال سے تجاوز نہیں کرے گی ہر دو طرح سے پوری ہوئی۔

جماعت احمدیہ کی بنیاد سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 23 مارچ 1889ء کو رکھی، اور 7 ستمبر 1974ء تک جماعت احمدیہ کو قائم ہوئے محض 85 سال 5 مہینے اور 15 دن ہوئے تھے۔سال 1974ء میں جماعت احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوا کر بھٹو نے جگہ جگہ اعلانات کیے کہ مَیں نے نوّے سالہ مسئلہ حل کر کے اسلام کی عظیم خدمت کی ہے۔حقیقت تو یہ ہے کہ نوّے سال 23 مارچ 1979ء کو پورے ہوئے جس کے ٹھیک 12 دن بعد ذوالفقار علی بھٹو صاحب تختہ دار پر لٹکا دئے گئے۔وہ مولوی جو کل تک ان کی اس خدمت کو محمد بن قاسم، موسیٰ بن نصیر، طارق بن زیاد اور صلاح الدین ایوبی کی خدمات سے تشبیہ دے رہے تھے اور ان کے لئے اخبارات میں عمر نوح اور خضر کی دعائیں شائع کروا رہے تھے، انہی مولویوں نے انہیں بدکار اور قاتل قرار دلوا کر مولوی مشتاق کی عدالت سے پھانسی کی سزا دلوا دی۔یوں 7 ستمبر 1974ء کو جماعت کے نوّے سال پورے ہونے پر نوّے سالہ مسئلہ کے حل کا کریڈٹ لینے والے کا اللہ تعالیٰ نے مسئلہ حل کر دیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس پیشگوئی کے غیر معمولی ہونے سے متعلق فرمایا:

”اس پیشگوئی میں 52 کا کوئی ذکر موجود نہیں، مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذہن کلب کے اعداد پر گیا اور آپؑ نے فرمایا کہ کَلْبٌ یَمُوْتُ عَلٰی کَلْبٍ میں پہلا کلب احمدیت کے ایک دشمن سے متعلق ہے اور دوسرے کلب میں اس کی عمر بتائی گئی ہے کہ کس عمر میں مرے گا۔حضرت مسیح موعودؑ نے جس زمانے میں یہ پیشگوئی فرمائی اس وقت تو ایسے دشمن کا وجود نہیں تھا، مگر آپ نے نہایت صراحت سے فرمایا کہ یہ بات یقینی ہے کہ جس فرد سے متعلق پیشگوئی ہے وہ احمدیت کا ایک غیر معمولی دشمن ہو گا، جو احمدیت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا۔وہ 52 سال میں داخل ہونے سے پہلے نہیں مرے گا اور جب 52 سال میں قدم رکھے گا تو سال گزرنے سے پہلے پہلے ضرور مر جائے گا۔

جب ضیاء نے بھٹو کی حکومت کا تختہ اُلٹا ہے تب بھٹو کی عمر 49 سال چھ ماہ تھی۔اور عجیب بات یہ ہے کہ اس وقت باوجودیکہ خلیفۃ المسیح کی جانب سے ایسا کوئی اعلان نہیں کیا گیا مگر اللہ تعالیٰ نے ہر احمدی کے دل میں یہ خیال ڈال دیا کہ یہ پیشگوئی بھٹو سے متعلق ہے۔چنانچہ ابھی 52سال پورے ہونے میں ڈھائی سال باقی تھے اور پتہ نہیں تھا کہ ہونا کیا ہے، مگر احمدیوں نے باتیں کرنا شروع کر دیں۔چنانچہ مودودی اخباروں میں یہ اپیلیں شائع ہونا شروع ہوگئیں کہ تم نے اگر اس کو مارنا ہے تو پہلے ختم کرو۔بعض نے کہا ہے کہ نہ مارو ورنہ احمدی کہیں گے کہ مرزا صاحب سچے نکلے، اس لئے اسے چھوڑ دو۔اور بعضوں نے کہا کہ اس سال یعنی 1979ء کو نہیں مارنا، یہ سال نہ آنے دو“۔

حضورؒ نے مزید فرمایا: ”مگر وہی ضیاء جو اپنے آپ کو آج سب سے بڑا دشمن احمدیت بنا رہا ہے، اسی کے ہاتھوں خدا تعالیٰ نے احمدیت کی تصدیق ظاہر کی ہے۔وہ مہر لگا چکا ہے اپنے ہاتھ سے کہ احمدیت سچی ہے۔اسی ضیاء کے ہاتھوں بھٹو کا فیصلہ ہوتا ہے اور فیصلہ میں تاخیر ہوتی چلی گئی یہاں تک کہ 52 سال نہیں آیا اور جب 52 آیا تو پاکستان کی تاریخ میں صرف ایک سیاستدان ہے جس کی قومی سطح پر سالگرہ منائی گئی ہے اور 52 ویں منائی گئی ہے۔اور بی بی سی نے اعلان کیا کہ آج بھٹو صاحب کی سالگرہ ہے اور 52ویں سال میں قدم رکھ رہے ہیں۔اور یہ بات پاکستان کے اخباروں میں چھپی ہے۔قائداعظم کی پیدائش کا سال نہیں منایا گیا، لیاقت علی خان کا نہیں منایا گیا، ایک ہی سیاستدان ہے پاکستان کی تاریخ میں جس کی سالگرہ کا اعلان ہوتا ہے اور تشہیر کی جاتی ہے۔بھٹو صاحب 1970ء سے آئے ہوئے ہیں، کبھی پیپلز پارٹی کو خیال نہیں آیا کہ سالگرہ منائیں، اتنا مشہور لیڈر ہے۔جب 52 میں داخل ہوتا ہے تو سالگرہ منائی جاتی ہے۔تو کیا ان واقعات میں نشانات نہیں ہیں؟ کیا خدا تعالیٰ کی غیر معمولی تقدیر نظر نہیں آ رہی؟“۔

(مجلس عرفان منعقدہ یکم فروری 1987ء)

محسن کشی

جماعت احمدیہ کا بھٹو پر یہ بڑا احسان تھا کہ انہیں پہلی مرتبہ وزیر اعظم بنوانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔اس وقت بھٹو صاحب واحد سیکولر لیڈر تھے، باقی زیادہ تر

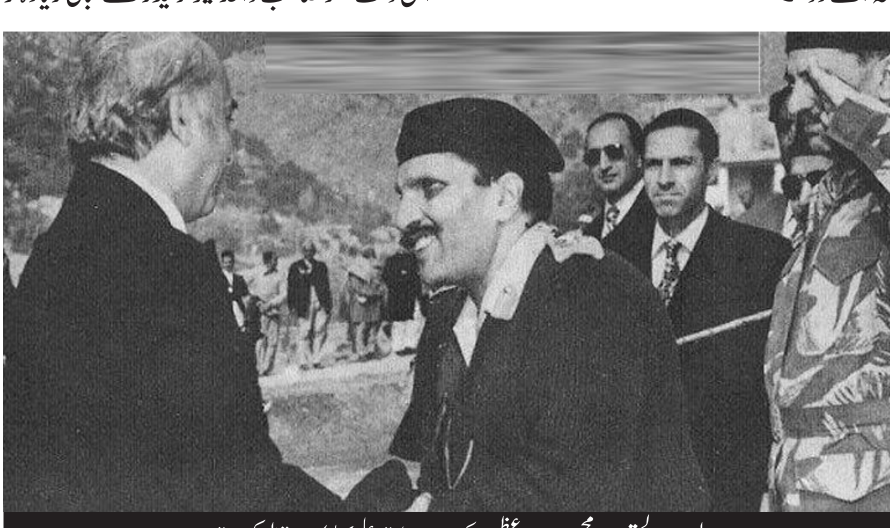

جنرل ضیاء الحق اپنے محسن وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو کا استقبال کرتے ہوئے

3- www.calculator.net/age-calculator.html?today=01%2F05%2F1928&ageat=04%2F04%2F1979&x=Calculate

متشدد مذہبی سیاسی پارٹیاں تھیں۔ تاہم محسن کشی کی نئی مثال رقم کرتے ہوئے برسر اقتدار آکر بھٹو صاحب نے اپنے اقتدار کی مضبوطی اور مذہبی جماعتوں کی حمایت حاصل کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دلوا دیا۔ اللہ تعالیٰ کے بھی کام نرالے ہیں۔ اس محسن کش کی سزا دہی کے لئے مہا احسان فراموش ضیاء الحق کو بھٹو پر مسلط کر دیا۔ ضیاء الحق کو بھٹو ہی نے سینئر جرنیلوں کو نظر انداز کرتے ہوئے آرمی چیف لگایا۔ سلمان تاثیر صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ بھٹو صاحب اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے دوسروں پر مہربانیاں کرتے رہتے تھے۔ جنرل ضیاء کی ایک معذور بیٹی کے علاج اور ضیاء کی ساری فیملی کے بیرون ملک سفر و رہائش کے اخراجات ریاست کے خزانہ سے ادا کرتے رہے۔ ستم ظریفی دیکھئے کہ جب ضیاء نے بھٹو کا تختہ الٹا تو ضیاء کی فیملی ابھی بیرون ملک ہی تھی[4]۔

قبول نہ ہونے والی خدمات

اللہ تعالیٰ سے مقبول خدمتِ دین کی دعا مانگنی چاہئے کہ وہ خدمات جن کے پیچھے سیاسی و ذاتی مقاصد ہوں اللہ تعالیٰ کے ہاں مردود اور بعض اوقات قابل گرفت ٹھہرتی ہیں۔ سلمان تاثیر صاحب لکھتے ہیں کہ بھٹو کو سب سے زیادہ مخالفت کا اندیشہ قدامت پسند جماعتوں بشمول جماعت اسلامی، جمعیت علمائے اسلام، مرکزی جمعیت اہلحدیث سے تھا، جو آپس میں شدید خار رکھنے کے باوجود بھٹو کے خلاف سیاسی طور پر متحد تھیں۔ بھٹو کی ان کے خلاف حکمت عملی سادہ لیکن موثر تھی۔ بھٹو ان کی ضروریات کو قبل اس کے کہ وہ مطالبہ کریں پورا کر دیتے تھے۔ اقتدار میں آنے کے چند مہینوں کے اندر انہوں نے ریکارڈ تعداد میں لوگوں کو حج پر جانے کی اجازت دلوائی۔ اس کے بعد 1973ء کے آئین میں خاص طور پر اسلام کو ریاست کا مذہب قرار دلوایا اور یہ کہ ریاست کا سربراہ مسلمان ہوگا۔ انہی ملاؤں کے سامنے گھٹنے ٹیکتے ہوئے 1974ء میں انہوں نے

4-Bhutto: A Political Biography by Salman Taseer

احمدیہ جماعت کو قومی اسمبلی کے ذریعہ غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا۔ جمعہ کو قومی تعطیل میں تبدیل کیا، اسلامی تعلیمات کے فروغ کے لیے مختلف سرکاری تنظیموں کی بنیاد رکھی، عربی زبان کی حوصلہ افزائی کی اور قرآنِ پاک کو اسکول کے نصاب میں متعارف کرایا۔ 22 فروری 1974ء کو انہوں نے لاہور میں اسلامی سربراہی کانفرنس کا انعقاد کیا۔ بھٹو کی انہی خدمات اور علماء کے مطالبات سے قبل ہی انہیں پورا کردینے پر ان کے مخالفین میں سے ایک نے طنزیہ انداز میں کہا: ”مسٹر بھٹو ان سب میں سب سے بڑے مولانا ہیں۔ درحقیقت انہیں ’مولانا لاڑکانوی‘ کہا جانا چاہیے“[4]۔ اب بظاہر تو یہ خدماتِ دینیہ ہی تھیں، مگر نیّت درست نہ ہونے کے باعث اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہونے کی بجائے قابل سزا ٹھہریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 1956ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے آنے والے خلیفہ سے متعلق فرمایا تھا: ”مَیں ایسے شخص کو جسے خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لاکر کھڑا ہو جائے گا تو اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی“۔

(خلافت حقہ اسلامیہ، انوار العلوم جلد 26 صفحہ 31)

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دورِ خلافت میں جب معاندین احمدیت کے مطالبات پورے کرتے ہوئے اس وقت کی منتخب اور نہایت مضبوط سمجھی جانے والی حکومت نے جماعت احمدیہ کو مٹانے کا عزم کیا تو اللہ تعالیٰ نے خود اسے ریزہ ریزہ کر دیا۔ وہ جو جماعت کے ہاتھ میں کشکول پکڑانے کے اعلان کر رہے تھے، دربدر زندگی کی بھیک مانگنے پر مجبور ہوئے اور دوسری طرف اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ[5] یعنی یقیناً اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب رہتی ہے، کے تحت ہمیشہ خدا تعالیٰ کی رحمت جماعت احمدیہ کے سر پر سایہ فگن رہی ہے اور رہے گی، ان شاءاللہ۔

فَاعۡتَبِرُوۡا یٰۤاُولِی الۡاَبۡصَارِ[6]

5- الاعراف:57
6- الحشر:2

بقیہ: مِٹ جائے گی مخلوق تو انصاف کرو گے؟ صفحہ 32

عرب اور مسلم ممالک کی بے حسی

اس وقت عرب دنیا میں 22 عرب ممالک پر مشتمل عرب لیگ موجود ہے۔ اس کے علاوہ آرگنائیزیشن آف اسلامک کوآپریشن (OIC) بھی موجود ہے جس کے اس وقت 57 ممبران ہیں۔ لیکن عرب لیگ اور آرگنائیزیشن آف اسلامک کوآپریشن میں اختلافات کی شدّت اس اَمر سے ظاہر ہو جاتی ہے کہ اردن کے سوا کسی مسلم ملک نے اپنے سفارتی تعلقات ختم نہیں کیے اور نہ ہی اپنے سفارتکار اسرائیل سے واپس بلائے ہیں۔ اگر عالمی عدالت انصاف میں Genocide کا معاملہ اُٹھایا گیا تو وہ بھی جنوبی افریقہ نے اُٹھایا جو مسلم ملک نہیں ہے۔ اسی طرح عالمی عدالت انصاف میں مقدمہ لڑنے کے لیے آئرلینڈ آگے آیا جو مسلم ملک نہیں ہے۔ عرب ممالک اور اسلامی دنیا میں اتفاق اور اتحاد کی کمی صاف ظاہر کر رہی ہے کہ اس وقت عالم اسلام کو کسی ایسے رہبر کی ضرورت ہے جو مسلم اُمہ کو ایک جھنڈے تلے جمع کر سکے۔

امت مسلمہ کے لیے عاجزانہ مشورہ

خدائے برتر نے تو اپنے پیارے محمد ﷺ کی اُمّت پر پیار اور رحم کی نظر کرتے ہوئے اپنے وعدہ کے مطابق اور زمانے کی ضرورت کو مدّنظر رکھتے ہوئے عین وقت پر امام الزمان حضرت مرزا غلام احمد مسیح و مہدی موعود علیہ السلام کو مبعوث کر دیا تھا۔ لیکن اُمّتِ مسلمہ کی بدقسمتی ملاحظہ ہو کہ اس نے خدائے برتر کی طرف سے بھیجے گئے اس مرسل کا انکار کر دیا حالانکہ پوری امت مسلمہ روزانہ اس اَمر کا مشاہدہ کرتی ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت کے افراد جنہوں نے وقت کے امام کو قبول کیا وہ مسیح الزمان کے بعد قائم کردہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی بدولت کس طرح ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہیں اور خلافت کی بدولت ہی اتفاق اور اتحاد کے ساتھ ترقیات کی راہ پر گامزن ہیں۔ کاش دنیائے اسلام بھی اس نقطہ کو سمجھ کر وقت کے امام کو قبول کرلے تاکہ وہ بھی ہر قسم کے مسائل سے چھٹکارا حاصل کرکے مسیح محمدی کے حصار میں آجائے، آمین۔